عرفانِ حقیقت

از

(جناب انور صابری)

تفسیرِ حدیثِ سوز بھی ہوں۔ آہنگ زبانِ ساز بھی ہوں
فطرت کا امینِ راز بھی ہوں۔ عنوانِ شکستِ راز بھی ہوں
رومان کے میٹھے گیتوں کی تخلیق بھی مجھ سے ہوتی ہے
سنسار لرزتا ہے جس سے وہ درد بھری آواز بھی ہوں

(۲)

ڈھالے ہیں نظر کے سانچوں میں دلچسپ و حسین نظارے بھی
پلکوں سے تراشے ہیں اکثر افلاک کے روشن تارے بھی
گلزارِ طرب۔ ویرانۂ غم ہیں میرے ہی یہ دونوں عالم
آنکھوں میں نہاں ہے شبنم بھی سینے میں نہاں انگارے بھی

(۳)

بیٹھا ہوں مرتب کرنے کو ہستی کا مکمل افسانہ
عرفانِ خودی کے ساقی کا ہر لفظ ہے رنگیں پیمانہ
بے ربط تکلم ہے انور اخفائے حقیقت کا پردہ
بہتر ہے یہی میرے حق میں دنیا مجھے سمجھے دیوانہ
جب اپنے تجلی خانوں کی شمعوں کو فروزاں کردوں گا
بندوں پہ جمالِ یزداں کے ہر رخ کو نمایاں کردوں گا